3/30

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

٦ دسمبر ١٩٥٧ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

Hamid

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی کذبنی ابن آدم و لم یکن له ذالک و شتمنی و لم یکن له ذالک فاما تکذیبه ایای فقوله لن یعیدنی کما بدانی و لیس اول الخلق باھون علی من اعادته و اما شتمه ایای فقوله اتخذ اللہ ولدا و انا الاحد الصمد الذی لم الد و لم اولد و لم یکن لی کفوا احد و فی روایة ابن عباس و اما شتمه ایای فقوله لی ولد و سبحانی ان اتخذ صاحبة او ولدا رواہ البخاری

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند بزرگ و برتر نے فرمایا ہے کہ آدمؑ کا بیٹا (انسان) مجھ کو جھٹلاتا ہے اور یہ (فعل) اس کے شایاں نہیں اور مجھ کو بُرا کہتا ہے۔ اور یہ (فعل) اس کو مناسب نہیں اور (مجھ کو انسان کا) جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ جس طرح خدا نے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ وہ مرنے کے بعد اسی طرح مجھ کو دوبارہ ہرگز زندہ نہ کرے گا۔ حالانکہ اس کا پہلی بار پیدا کرنا مجھ پر دوبارہ پیدا کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ اور اس کا بُرا کہنا یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ خدا نے اپنا بیٹا بنایا ہے (جیسا کہ مسیحی عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں) حالانکہ میں تنہا اور بے پرواہ ہوں۔ نہ مجھ کو کسی نے جنا اور نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ کوئی میرا کفو یعنی (ہم قوم) ہے۔ اور حضرت ابن عباس سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں — کہ انسان کا مجھ کو بُرا کہنا یہ ہے کہ وہ میری نسبت یہ کہتا ہے کہ خدا کا بیٹا ہے۔ حالانکہ میں بیوی یا بیٹا بنانے سے پاک ہوں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی یؤذینی ابن آدم یسب الدھر و انا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کا بیٹا (یعنی انسان) زمانہ کو بُرا کہہ کر مجھ کو تکلیف دیتا ہے۔ حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں۔

عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احد اصبر علی اذی یسمعه من اللہ یدعون له الولد ثم یعافیھم و یرزقھم متفق علیہ

ترجمہ:- ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذیت رساں باتوں کو سن کر صبر کرنے والا خدا کے سوا کوئی نہیں۔ لوگ۔ خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں (وہ سنتا ہے صبر کرتا ہے۔ اور) پھر وہ ان کو عافیت سے رکھتا اور رزق دیتا ہے۔

عن معاذ قال کنت ردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی حمار لیس بینی و بینه الا مؤخرۃ الرحل فقال یا معاذ ھل تدری ما حق اللہ علی عبادہ و ما حق العباد علی اللہ قلت اللہ و رسوله اعلم قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ و لا یشرکوا به شیئا و حق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرک به شیئا فقلت یا رسول اللہ افلا ابشر به الناس قال لا تبشرھم فیتکلوا (متفق علیہ)

ترجمہ:- جناب معاذؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں گدھے کے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا۔ اور آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپؐ کے درمیان صرف زین کی لکڑی تھی (اس حالت میں) آپؐ نے فرمایا۔ معاذؓ تو جانتا ہے۔ بندوں پر خدا کا اور خدا پر بندوں کا کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی اس سے خوب واقف ہیں۔ آپؐ نے فرمایا بندوں پر خدا کا یہ حق ہے کہ وہ صرف اُسی کی عبادت کریں اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور خدا پر بندوں کا یہ حق ہے کہ جو شخص اس کی ذات میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے۔ وہ اس کو عذاب نہ دے۔ جناب معاذؓ کہتے ہیں یہ سن کر میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! کیا میں لوگوں کو اس کی اطلاع کر دوں۔ کہ وہ سن کر خوش ہو جائیں۔ فرمایا (نہیں) ایسا کرنے سے لوگ سُست ہو جائیں گے اسی پر بھروسہ کر لیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ معاذؓ نے گنہگار ہونے کے خیال سے مرنے کے وقت اس حدیث کو بیان کر دیا تھا۔

عن عمرو بن العاص قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ابسط یمینک فلابایعک فبسط یمینه فقبضت یدی فقال ما لک یا عمرو قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان یغفر لی قال اما علمت یا عمرو ان الاسلام یھدم ما کان قبله و ان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا و ان الحج یھدم ما کان قبله رواہ مسلم والحدیثان المرویان عن ابی ھریرۃ قال اللہ تعالی انا اغنی الشرکاء عن الشرک والآخر الکبریاء ردائی سنذکرھما فی باب الریاء والکبر انشاء اللہ تعالی۔

ترجمہ:- جناب عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ (یا رسول اللہؐ) آپؐ اپنا ہاتھ پھیلایئے کہ میں آپؐ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر دوں (اسلام لے آؤں) رسول اللہؐ نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ معاً میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپؐ نے فرمایا عمرو کیا ہوا۔ (یعنی اپنا ہاتھ کیوں کھینچ لیا) میں نے عرض کیا۔ میں کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہو کیا شرط کرنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے (ان گناہوں کو جو اسلام سے پہلے میں نے کئے ہیں) بخش دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا عمروؓ! کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اسلام ان تمام باتوں (گناہوں) کو مٹا دیتا ہے جو اسلام لانے سے پہلے کی ہوں اور ہجرت ان تمام چیزوں کو دور کر دیتی ہے جو اس سے پہلے کی ہوں اور حج ان تمام معاصی کو مٹا دیتا ہے جو حج سے پہلے کے ہوں۔ (مسلم)

مصابیح میں اس موقعہ پر دو حدیثیں حضرت ابوہریرہؓ کی اور درج ہیں۔ ہم ان کو ریا اور غرور کے بیان میں آگے چل کر درج کریں گے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء | شمارہ ۳۰

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

پاکستان اپنی زندگی کی دس منزلیں طے کر چکا ہے۔ مگر جس مقصد کے لئے پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ پاکستان کا مقصد کیا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ۱۹۴۷ء میں یہ ہمارا نعرہ تھا۔ جس سے پاکستان کے مطالبہ کا مقصد واضح ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ چاہتے تھے کہ یہاں کتاب و سُنّت کا قانون نافذ ہو۔

ابتدائی نو سال تو ہم نے یونہی ضائع کر دیئے۔ اس عرصہ میں تو پاکستان میں انگریزی دستور نافذ رہا۔ آزادی حاصل کر لینے کے بعد ہم ہرمیجسٹی ملکہ انگلستان کے غلام ہی رہے۔ خدا خدا کر کے ۱۹۵۶ء کے آغاز میں دستور کا مرحلہ طے ہوا۔ اور پاکستان کے جمہوریہ اسلامیہ بننے کا اعلان کر دیا گیا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ تقریباً دو سال ہو رہے ہیں۔ لیکن ہم نے دستور کو ابھی تک صحیح معنوں میں نافذ نہیں کیا۔ دستور کی تکمیل سے پہلے کا زمانہ اگر نظر انداز کر دیا جائے تو بھی ہم بارگاہ رب العزت میں کتاب و سُنّت کی خلاف ورزی کے مجرم قرار پاتے ہیں۔ موجودہ قوانین کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے ایک سال تک تو لاء کمیشن ہی نہ بنایا گیا۔ اس کے بعد صرف کمیشن کے صدر کا ہی انتخاب کیا گیا۔ صدر کے انتخاب کے مہینوں بعد باقی اراکین کے ناموں کا اعلان کیا گیا۔ اراکین میں بعض منکرین حدیث کو شامل کر کے مسلمانوں کی اکثریت کو معترض ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ اس طویل عرصہ میں کمیشن کا ایک اجلاس بھی نہیں ہوا۔ ایک اجلاس کی تاریخ کا اعلان ہوا۔ لیکن اس تاریخ پر اجلاس نہ ہو سکا۔

یہ تو کتاب و سُنّت کے نفاذ کے متعلق ہماری غفلت شعاری کا ایک دُھندلا سا نقشہ ہے۔ جو ہم نے پیش کیا ہے۔ اب آیئے ذرا کتاب و سُنّت کی خلاف ورزی میں ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ اس پر نظر ڈالیں۔ سب سے پہلے طریق انتخاب کو ہی لیجیئے۔ پہلے ہم نے مخلوط انتخاب کو دستور کا جزو بنایا۔ اب اس کو ہٹا کر ہم جُداگانہ طریق انتخاب رائج کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دونوں اسلام کے خلاف ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ غیر مسلم کو دستوریہ کا رُکن ہی نہیں بنایا سکتا۔ طریق انتخاب کے متعلق مشرقی اور مغربی پاکستان اور مختلف سیاسی پارٹیوں میں جو رسہ کشی ہو رہی ہے اور آئندہ ہونے والی ہے اس کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے اسلام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ مگر بظاہر کوئی اُمید نظر نہیں آتی کہ اسلام کے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا جائے گا۔ اسلام مُسلم اور غیر مُسلم سب کے لئے پیغام رحمت ہے۔ اس کی خلاف ورزی میں جو زحمت ہے۔ اس کے متعلق اقبال کا ایک شعر پیش کر دینا ہی کافی ہے ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی۔

دستور کے نفاذ کے بعد پاکستان کو ناچ گھر میں تبدیل کرنے کے لئے ہم نے جو کچھ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ریڈ کراس کا ہفتہ جس طرح مُلک میں منایا گیا وہ قارئین کرام نے اخبارات کے صفحات میں ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ جوئے کے سٹال لگائے گئے۔ رقص و سرود کی محفلیں منعقد کی گئیں۔ ہماری نوجوان بہو بیٹیوں کو گرل گائیڈ کے پردہ میں جس طرح تمام دُنیا کے سامنے رسوا و خوار کیا گیا۔ وہ ہمارے ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ مُلتان کے غیُور مسلمانوں نے ثقافتی میلہ کو تو ناکام بنا دیا۔ مگر اب کراچی۔ لاہور اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے غیظ و غضب کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے کافی ہے۔ روس۔ چین اور مغربی جرمنی کے بھانڈوں کو بُلا کر اس غریب ملک کی دولت کو بری طرح برباد کیا جا رہا ہے۔

آخر میں مرکزی اور صوبائی وزراء کی خدمت میں ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ آپ سب ماشاء اللہ سمجھ دار ہیں۔ آپ جب اپنے آپ کو مُسلمان کہتے ہیں اور اسلام دوستی کے دعوے بھی کرتے ہیں تو خدا را ذرا غور کیا کیجئے۔ کہ کہیں آپ کے یہ سب دعوےٰ بلا دلیل تو نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ بلا دلیل کوئی دعوےٰ قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ اسلام دُوسرے مذاہب کی طرح نہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہہ دے وہ بس مسلمان ہو گیا۔ نہیں اس کے خلاف اسلام چند عقائد اور اعمال کا نام ہے۔ ان عقائد و اعمال کی تفصیل قرآن مجید اور احادیث نبویہؐ میں آتی ہے۔ جو شخص ان عقائد و اعمال کا حامل ہے۔ وہ مسلمان ہے اور جو ان سے عاری ہے وہ خارج از اسلام ہے۔ آپ سے پہلے کتنے وزرا آئے اور چلتے بنے آپ خود کتنی بار کُرسیٔ وزارت کو خالی کر چکے ہیں۔ پھر ایسی بے وفا چیز کے لئے آپ اپنی عاقبت کیوں برباد کرتے ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو گزشتہ گناہوں سے توبہ اور آئندہ اسلام کو صحیح معنوں میں سربلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین

باقی صفحہ ۱۲ پر



خطبہ یوم الجمعہ ۷ر جمادی الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۹ر نومبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قرآن مجید کی اطلاع کہ انسان کے چار دشمن ہیں

شیطان - خواہشات - بیوی - اولاد

براوران اسلام - اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ اسے اپنے متعلق مفید اور مضر کی بھی تمیز نہیں ہوتی - جب تک اس کا مربّی اسے نہ سمجھائے - مثلاً بچے کو ماں باپ سمجھاتے ہیں - کہ بیٹا فلاں فلاں لڑکوں کے ساتھ مت کھیلا کرو - کیونکہ وہ اچھے نہیں ہیں - یا گرمی کی موسم میں دوپہر کے وقت دھوپ میں مت پھرا کرو ورنہ آنکھیں دکھنے لگ جائیں گی - علیٰ ہذا القیاس

انسان اپنی ناتجربہ کاری

کی بنا پر ایسا ہی ہے - جس طرح ناتجربہ کار بچہ - انسان کی جسمانی اور روحانی تربیت کا ذمّہ اللہ تعالےٰ نے لیا ہوا ہے - کیونکہ وہی رب العالمین ہے - اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں مختلف طریقوں سے انسان کی رہنمائی فرمائی ہے اور اس کے لئے دنیا اور آخرت کے لحاظ سے جو چیزیں اس کے لئے مفید یا مضر ہیں - ان کی تمیز کرائی ہے - آج کی صحبت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید میں انسان کے چار دشمنوں کا ذکر آتا ہے - تاکہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان دشمنوں کے شر سے بچ جائے - اور اس کی دنیا اور آخرت سنور جائے - آمین یا الٰہ العالمین -

سب سے بڑا خطرناک دشمن

شیطان اور اسکے متعلق قرآن مجید کے انکشافات

پہلا

شیطان کی آدم علیہ السلام سے دشمنی کی ابتدا

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پ۸) **ترجمہ** اور ہم نے تمہیں پیدا کیا - پھر تمہاری صورتیں بنائیں - پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو پھر سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا - وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا - فرمایا تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے - جبکہ میں نے تمہیں حکم دیا - کہا میں اس سے بہتر ہوں - تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ہے -

دُوسرا

شیطان کا تکبر کے باعث ذلیل ہونا

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲ پ۸) **ترجمہ** - اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے یہ لائق نہیں کہ یہاں تکبر کرے - پس نکل جا - بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے -

تیسرا

شیطان کا مُہلت مانگنا اور مُہلت کا ملنا

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پ۸) **ترجمہ** - کہا مجھے اس دن تک مہلت دے - جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے - فرمایا تجھے مہلت دی گئی ہے -

چوتھا

مہلت لینے میں شیطان کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا تھا

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پ۸) **ترجمہ** - کہا جیسا تونے مجھے گمراہ کیا ہے - میں بھی ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا - پھر ان کے پاس ان کے آگے - ان کے پیچھے ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا - اور تو اکثر کو ان میں سے شکر گزار نہیں پائے گا -

پانچواں

شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہونے والے جہنم میں جائینگے

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پارہ ۸) **ترجمہ** - فرمایا - یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا - جو شخص ان میں سے تیرا کہا مانے گا - میں سب کو جہنم میں بھر دوں گا -

حاصل

مذکورۃ الصدر پانچوں انکشافات کا حاصل یہ ہے کہ شیطان حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کا جانی دشمن ہے -

اس نے قیامت تک مہلت ہی اس لئے لی ہے۔ تاکہ آدم علیہ السلام کی اولاد کو اپنی طرح نافرمان بنائے۔ اور انہیں قیامت کے دن اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے۔

شیطان کے خطرے سے آگاہی

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو شیطان کے خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵۔ پارہ ۲) ترجمہ۔ اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے۔ کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو۔ یعنی ظاہر اور باطن عقیدہ اور عمل میں صرف اسلام کے احکام کا اتباع کرو۔ یہ یاد رہے کہ علمی طور پر اسلام کا ترجمان قرآن ہے اور عملی طور پر سُنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمانداروں کی ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے عقائد اور اعمال میں کتاب و سُنۃ کے پابند رہو۔ اگر انسان ان دو چیزوں کو ہر وقت ہر حالت میں پیش نظر رکھے تو شیطان اسے کبھی بھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ارشاد بھی اسی چیز کی رہنمائی کر رہا ہے۔ ارشاد ہے۔ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ؎

ترجمہ۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھوگے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔

نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس طریقہ کے مسلمان کو شیطان کبھی گمراہ نہیں کرسکیگا۔

حدیث شریف میں ہر انسان کے ساتھ شیطان ہونے کا ذکر

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِہٖ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ قَالُوْا وَ اِیَّاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَ اِیَّایَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ وَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے (بچا ہوا) نہیں۔ مگر اس کے ساتھ اس کا ساتھی جنوں میں سے مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور (ایک) عرض کی یا رسول اللہ اور آپ کے ساتھ بھی (شیطان) ہے۔ آپ نے فرمایا اور میرے ساتھ بھی (ہے) اور لیکن اللہ نے مجھے اس پر مدد دی ہے۔ پھر وہ اسلام لے آیا ہے۔ پھر مجھے سوائے نیکی کے اور کسی بات کا حکم نہیں کرتا۔

دُوسرا دشمن

انسان کا بدترین دشمن ہوائے خواہشات نفسانی ہیں۔ اس کے متعلق شہادتیں

پہلی

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ ط اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْہِ وَکِیْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَھُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ط اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ سورۃ الفرقان رکوع ۴ پ ۱۹

ترجمہ:۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا۔ جس نے اپنا خدا اپنی خواہش کو بنا رکھا ہے۔ پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ یا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ان میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں

حاصل

یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنی زندگی میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے احکام کی تعمیل کرتا۔ لیکن ان لوگوں نے جن کا ذکر ان آیات میں ہے محض اپنی خواہش کے مطابق زندگی بسر کرنے کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے۔ گویا کہ انہوں نے وہ درجہ جو اللہ تعالےٰ ہی کو دینا چاہیئے تھا۔ وہ اپنی نفسانی خواہشات کو دے رکھا ہے۔ لہٰذا ان کے حق میں یہ کہنا بجا ہے کہ ان کا خدا ان کی نفسانی خواہشات ہی ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دُوسری

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ۝ (سورۃ الکھف رکوع ۴ پ ۱۵) ترجمہ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھی جائے جو صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی یاد میں شاغل رہتے ہیں۔ اور اس شخص کی تابعداری نہ کی جائے۔ جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے۔ اور اپنی خواہش نفسانی کے ماتحت زندگی بسر کر رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اپنی ہی خواہش نفسانی کے ماتحت زندگی بسر کرنے والا انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود ہے اس لیئے اس سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسری

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَھْوَآءَھُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ سورۃ القصص رکوع ۵ پارہ ۲۰ (ترجمہ:۔ پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور اس سے

پڑھ کر کون گمراہ ہوگا۔ جو اللہ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلتا ہو۔ بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور انورؐ کی مخالفت کرنے والے اپنی خواہشوں کی تابعداری کرنے والے ہیں۔ اس لئے وہ سخت گمراہ ہیں۔ اور ظالم ہیں

تیسرا اور چوتھا دشمن

بیوی۔ اولاد

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۵
(سورۃ التغابن رکوع ۲ پ ۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔ اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اہل و عیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنیں۔ وہ حقیقۃً اس کے دوست نہیں کہلا سکتے بلکہ بدترین دشمن ہیں۔ جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا۔ اسی لئے حق تعالےٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ان دشمنوں سے ہوشیار رہو۔ اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو۔ جس کا نتیجہ ان کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش کی ہوتی ہیں۔ بیت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کی دین کی حفاظت کرتی اور نیک کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں اور کتنی ہی سعادتمند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لئے باقیات صالحات بنتی ہے۔ جعلنا اللہ منہم بفضلہ ومنہ

مذکورالصدر چاروں دشمنوں سے بچنے کی تدبیر

یہ ہے کہ انسان قرآن مجید کے حصار میں آ جائے۔ جس طرح انسان کسی قلعہ میں داخل ہو جائے۔ تو دشمن کی زد سے بچ جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص قرآن مجید کے قلعہ میں اپنے آپ کو محدود کرے گا وہ کبھی ان دشمنوں کے پنجہ میں نہیں آئے گا۔ اس کے متعلق متعدد ثبوت۔

پہلا

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِیْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰى ۵
(سورۃ طٰہٰ۔ رکوع ۷۔ پارہ ۱۶)

ترجمہ: فرمایا۔ تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے۔ پھر جو میری ہدایت پر چلے گا تو گمراہ نہیں ہوگا۔ اور نہ تکلیف اٹھائیگا

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص بھی قرآن مجید پر عمل کرے گا وہ ہرگز گمراہ نہیں ہوگا

دوسرا

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۵
(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے۔ کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ قرآن مجید اس شخص کو سب سے سیدھا راستہ بتلاتا ہے جو اس کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اس سیدھے راستہ پر چل کر دروازہ الٰہی پر جا پہنچیگا اور یہ قرآن مجید ہی کی خصوصیت ہے

تیسرا

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۵ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۵ (سورہ المائدہ رکوع ۳ پ ۶)

ترجمہ: اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت سی چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے جنہیں تم کتاب (یعنی توراۃ) سے چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے در گزر کرتا ہے۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اللہ سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انھیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

ان آیات میں قرآن مجید کی صفات

نور[۱] ہے۔ روشن[۲] کتاب ہے۔ سلامتی[۳] کے راستے دکھانے والا۔ ہر قسم کے اندھیروں[۴] سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والا۔ صراط مستقیم کی راہ نمائی[۵] کرنے والا۔

خود فیصلہ فرمایئے

جو شخص ان صفتوں والے قرآن مجید کو اپنا رہبر بنائے گا۔ وہ کبھی گمراہ ہو سکتا ہے۔ اور کبھی کوئی دشمن اُسے بہکا سکتا ہے ہرگز نہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شاید نور سے مراد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے یعنی یہود و نصاریٰ جو وحی الٰہی کی روشنی کو ضائع کرکے اہواء اور

آراء کی تاریکیوں اور باہمی خلاف و شقاق کے گڑھوں میں پڑے دھکے کھا رہے ہیں۔ جس سے نکلنے کا بجالت موجودہ قیامت تک امکان نہیں۔ ان سے کہہ دو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آگئی۔ اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالیٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو۔ سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے اور اندھیرے سے نکل کر اُجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے۔ اور جس کی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو۔ اُسی کی دستگیری سے صراط مستقیم کو بے تکلف طے کر لو گے۔

وما علینا الا البلاغ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

مجلسِ ذکر

منعقدہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

مقبولینِ بارگاہِ الٰہی کی صفات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اما بعد فارسی میں کسی نے کہا ہے

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند
لاغر صفتاں زشت خو را نکشند

ترجمہ: (عشق کے مذبح میں حلال جانور ہی ذبح کرتے ہیں۔ کمزور اور بد خو کو ذبح نہیں کرتے) یعنی کمزور یا بیمار بکری کو ذبح نہیں کرتے۔ یہ لاغر صفت ہے۔ درندہ صفت جانور مثلاً کتا۔ بلی۔ شیر چیتا۔ بھیڑیا وغیرہ یہ زشت خو ہیں۔ انسانوں میں بھی جو لاغر صفت اور زشت خو ہیں۔ وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہیں۔ جس کے سینہ میں نور توحید نہیں۔ وہ نکو نہیں ہے۔ جیسے حرام جانور قربانی نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح مشرک کافر نفاق اعتقادی کے منافق رحمت الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ دربار الٰہی میں ان کی بھی کوئی وقعت نہیں ہے۔ ان کے لئے تو نہ شفاعت ہے اور نہ نجات قارون۔ ہامان۔ فرعون اور دجال کی طرح یہ بھی ابدالاباد جہنم میں رہیں گے۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں مشرک، کافر اور نفاق اعتقادی کے منافق موجود ہیں۔ شرابی۔ زانی۔ رشوت خور۔ دھوکہ باز۔ فریب کار۔ چور۔ ڈاکو یہ سب زشت خو ہیں۔ بد عادتوں کی تفصیل قرآن مجید بتلاتا ہے۔ ان سب کی بارگاہ الٰہی میں کوئی قیمت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقۡبَلُ اِلَّا طَیِّبًا (الحدیث) (رواہ مسلم) **ترجمہ**:۔ (حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ پاک ہے۔ وہ (اللہ) نہیں قبول کرتا۔ مگر پاک چیز کو)

انسان افعال ناشائستہ اور مہلک روحانی امراض سے پاک ہو تو بارگاہ الٰہی میں قبولیت پاتا ہے۔ ورنہ مردود بارگاہ الٰہی قرار پاتا ہے۔ اگر کسی شخص کا باپ مر جائے۔ اور وہ حرام کی کمائی میں سے ایک لاکھ روپیہ بھی باپ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ ایک دانہ بھی قبول نہ فرمائیں گے۔

۔ اس کے مقابلہ میں اگر حلال کی کمائی کا ایک دھیلہ بھی خرچ کیا جائے تو اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچتا ہے۔

جو شخص خود صاحب باطن نہیں وہ صحیح معنوں میں کتاب و سنت کی ترجمانی نہیں کر سکتا اور نہ دوسروں کی مکمل طور پر رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس کی مثال اس بکری کی ہے جو دودھ تو دیتی ہے۔ مگر مینگنیاں ڈال کر۔ وہ ایسی باتیں کہے گا جو درست نہ ہوں گی۔ صوفیاء کرام کی صحبت میں تزکیہ نفس ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے انسان کا قدم راہ راست سے نہیں ہٹتا۔ بہت سی چیزوں کا تعلق عالم ملکوت سے ہوتا ہے۔ اور ان کے متعلق صاحب باطن ہی وثوق سے کچھ کہہ سکتا ہے۔ میں نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں عرض کیا تھا کہ اگر کوئی کمیونسٹ اسلام

پر اعتراض کرے تو اس کو صاحب باطن ہی منہ توڑ جواب دے سکتا ہے۔

یورپ میں ترکی کی مثال بتیس دانتوں میں زبان کی سی تھی۔ آجکل اگر آپ کو ترکی کی خارجہ پالیسی سے اختلاف ہو تو اور بات ہے۔ لیکن ترکوں نے اسلام کی جو خدمت کی ہے اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ پہلی عالمگیر جنگ ختم ہوئی۔ اس کے بعد غازی رؤف بے لاہور تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبیہ ہال میں تقریر کی تھی۔ میں بھی اس میں موجود تھا۔

...... انہوں نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ جب اتحادی فوجیں قسطنطنیہ میں داخل ہو گئیں۔ خلیفۃ المسلمین قید ہو گئے اور ہمارے پاس تربیت یافتہ ترکی فوج بہت تھوڑی رہ گئی۔ جس کو ہم میدانی لڑائی کے لیئے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔ تو ہم نے جہاد کا اعلان کر دیا۔ اس پر بے شمار مرد اور عورتیں اسلام کے نام پر جان دینے کے لیئے آ گئے۔ ایک پہاڑی پر برفباری ہو رہی تھی۔ اس پر اگر توپ خانہ چڑھ جائے تو وہاں سے گولہ باری کرکے یونانی میگزین میں آگ لگ سکتی تھی۔ اگرچہ برفباری کی وجہ سے ان کے پاؤں شل ہو رہے تھے۔ لیکن عورتوں نے ہمت کرکے اس پہاڑی پر توپ خانہ چڑھا دیا۔ وہاں سے گولہ باری کی گئی۔ جس سے یونانی میگزین میں آگ لگی اور ان کو شکست ہو گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم تو زندہ ہی اسلام کے نام سے ہیں ریوٹر آپ کو ہمارے خلاف غلط خبریں دیتا ہے کہ ہم نے اسلام چھوڑ دیا ہے جن کو اسلام کی قدر ہے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں۔ اے پاکستانی نوجوان مسلمان! تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے انگریز کو اپنا امام بنا رکھا ہے۔ حضورؐ کا تمدن تو یہ تھا۔ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا

ترجمہ:۔ آپؐ نماز عشاء سے پہلے سونے اور بعد میں باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے لیکن اب مسلمان دن کو کماتا ہے اور رات کو سینما میں گنواتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل حیات ہمارے لیئے نمونہ ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآیۃ (سورۃ الاحزاب ع۳ پ۲۱ ۴۴)

۴۴۔ ترجمہ:۔ البتہ تمہارے لیئے رسول اللہؐ میں اچھا نمونہ ہے)۔ اس آیت میں رسول اللہؐ سے مراد حضورؐ کی ذات ہے۔ صرف آپؐ کے اقوال یا افعال مراد نہیں ہیں۔ انگریز بھی راضی رہے اور رسول اللہؐ بھی ؎

ہم خدا خواہی وہم دُنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو لاغر صفت اور زشت خو ہونے سے بچائے اور کتاب و سنت کے راستہ پر چلائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

لاغر صفت اور زشت خو کے معنی پہلے بیان کر چکا ہوں۔

ایمان بچانے کے نسخے (کلام پاک سے)

از جناب حکیم حافظ محمد یوسف صاحب رشید چغتائی ایڈیٹر و مالک ماہنامہ الشفا کہروڑ پکا (مغربی پاکستان)

موجودہ پُر فتن دَور میں جبکہ ہر طرف بے پردگی۔ بے حجابی اور شرم و حیا سے دُوری ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالےٰ جل شانہٗ کے ارشادات پیش خدمت ہیں عمل فرما کر اخروی فوائد کے مستحق بن جایئے۔

مرد نیچی نگاہ کرکے چلا کریں

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

الآیہ (سورہ نور رکوع ۴ پارہ ۱۸)۔

ترجمہ:۔ ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔

عورتیں اپنی نگاہ نیچی رکھیں

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الآیہ۔ ترجمہ: اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔

کسی کے سامنے نمائش یا زیبائش نہ کریں

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ۔

(سورہ نور رکوع ۴ پ۱۸) ترجمہ:۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو جگہ انہیں سے کھلی رہتی ہے۔

کسی کے گھر میں بلا اجازت نہیں جانا چاہیئے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا الآیۃ

سورہ نور رکوع ۴ پارہ ۱۸۔ ترجمہ:۔ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو۔ اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو۔

اگر تمہیں اندر سے اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا الآیۃ

سورہ نور ع ۴ پ۱۸۔ ترجمہ۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ۔ جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی جائے

اگر وہاں اندر سے آواز آئے کہ واپس جاؤ تو بلا پس و پیش واپس چلے جاؤ

وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا۔ ترجمہ اگر تمہیں واپس جانے کیلئے کہا جائے تو واپس چلے جاؤ۔

اپنی اوڑھنی اپنے گریبانوں پر ڈالیں

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ الآیہ سورۃ نور

اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔

اپنی زینت فقط خاوندوں پر ظاہر کریں

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ۔ سورۃ نور

ترجمہ۔ اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر

اور ایسے طریق پر چلیں کہ زیورات کی آواز معلوم ہو

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ۔ سورہ نور۔ ترجمہ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں۔

ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو۔

وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ۔ سورۃ الحجرات۔ ایکدوسرے کو طعنے نہ دو۔

ایک دوسرے کے نام نہ رکھو

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ.... سورۃ الحجرات۔ ترجمہ اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔

بد گمانی سے بچو۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔ سورۃ الحجرات

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو بیشک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔



فرمودہ حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ محمد مقبول عالم بی۔ اے لاہور

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ٥ (۶۲ : ۱۱)

ترجمہ اور جب وہ لوگ تجارت یا تماشہ دیکھتے ہیں تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشہ اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔ (سورہ جمعہ الجمعہ رکوع ۲ پ ۲۸)

مدنی زمانہ میں ایک واقعہ پیش آیا جمعہ کا دن تھا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ عین اس وقت طبل بجا۔ دحیہ کلبی کے قافلے کی آمد کا اعلان تھا۔ قاعدہ تھا کہ جب کوئی قافلہ مال لے کر آتا تو ڈھول بجا کر لوگوں کو اطلاع دی جاتی لوگ بھاگے آ جاتے تاکہ سب سے پہلے چیزیں خرید لیں۔ کیونکہ شروع میں چیزیں سستی بکتی تھیں۔ لیکن بعد میں مہنگی ہو جاتی تھیں۔ دحیہ کلبی بڑا سوداگر تھا اور ہر قسم کا مال لایا کرتا تھا۔ اس کے ڈھول کی آواز سُنی تو اکثر صحابہ کرام مسجد سے نکل کر چیزیں خریدنے کے لئے چلے گئے تاکہ بعد میں مہنگی نہ خریدنی پڑیں۔ نیز ان دنوں مدینہ میں قحط کی حالت تھی بہت تھوڑے لوگ رہ گئے۔ انہیں گنا گیا تو بارہ مرد اور ایک عورت تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی بھی نہ رہتا تو آگ کا عذاب آتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ پتھر برستے۔ دونوں کو جمع کیا جائے تو مطلب یہ ہے۔ کہ دونوں عذاب آتے۔

اس واقعہ کو آیت مذکورہ کا شان نزول بیان کیا جاتا ہے۔ شان نزول کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ یہ ہے کہ جس واقعہ کو کسی آیت کا شان نزول بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا ہمیشہ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ واقعہ پہلے ہوا اور آیت بعد میں نازل ہوئی۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے واقعہ کا حکم اس آیت سے نکلتا ہے۔ خواہ وہ واقعہ پہلے ہوا ہو یا بعد میں۔ آیت کا حکم عام ہوتا ہے اور اس سے ایسے تمام واقعات کے بارے میں حکم لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ آپ نے فلسفہ شریعت پر حجۃ اللہ البالغہ کتاب لکھی ہے اگر کوئی اسے پڑھ لے اور اسے اجراء کی توفیق مل جائے تو وہ ہر شریعت کے ہر حکم عقل کے مطابق بیان کر کے دکھا سکتا ہے۔ کسی حکم میں شک نہیں رہے گا۔ یہ تو آپ کا ظاہری کمال ہے باطنی کمال اس واقعہ سے پتہ لگتا ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔ آپ نے دُعا کی کہ ان کی شکر رنجی دور ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ میری دُعا گئی اور قبولیت نورانی نقطہ کی صورت میں آئی۔ وہ نقطہ مجلس پر آ کر پھیلنے لگا اور سب کو ڈھانپ لیا۔ ان کی شکر رنجی دور ہو گئی۔ اور سب شیر و شکر ہو کر اُٹھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نظام خراب ہو چکا ہے۔ اصلاح کی صورت یہ ہے کہ انقلاب لایا جائے اور امن بحال کیا جائے۔ تاکہ انسان امن سے خدا یاد کر سکیں۔ یہاں حکومت قائم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسلام ضمناً حکومت چاہتا ہے۔ اگرچہ مقصود بالذات نہیں۔

آخرت کی اصلاح کے لئے دنیا کے امن و چین کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں نظام درست کرنا چاہتے ہیں۔ دنیا کا نظام ٹھیک نہ ہو تو آخرت کا نظام ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ ہمارے خلفائے راشدین دنیا میں تاج و تخت کے مالک تھے اور آخرت میں جنت کے وارث ہیں۔ یہ جامعیت دنیا کے کسی مذہب کو حاصل نہیں۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا میں اس لئے آئے ہیں۔ کہ آخرت کے لئے سرمایہ جمع کر کے لے جائیں۔ آخرت کا سرمایہ مال و دولت نہیں بلکہ اذکار الٰہی ہیں اور سب سے بڑا سکہ قرآن حکیم ہے جو رئیس الاذکار ہے۔ قرآن کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ کہ جب نماز کا وقت آئے تو دوکانیں بند کر دو اللہ کا ذکر سننے کے لئے آؤ اور اللہ کے ذکر سے مراد قرآن ہے۔ جب نماز ہو جائے تو دوکانیں کھول دو۔ اللہ تعالیٰ دونوں نظام چلانا چاہتے ہیں اور ہر مسلمان کی دنیا اور آخرت ٹھیک کرنا چاہتے ہیں۔ بالی تب لگے گی جب نالی ٹھیک ہوگی۔ اس طرح آخرت تب سنورے گی جب دنیا سنورے گی اس کے لئے حکومت کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اصل مقصود آخرت کی اصلاح ہے۔

الاعتبار والتاویل

میرے اور آپ کے لئے سبق یہ ہے کہ جب نماز کے لئے بلایا جائے تو دُکانیں بند کر کے آ جائیں۔ جمعہ کے وقت سب دُکانیں بند ہونی چاہئیں کوئی دُکان کھُلی نہ رہے۔ اللہ تعالےٰ حکومت پاکستان کو توفیق دے کہ وہ یہ کام کرے۔ انگریز کا مقدس دن اتوار تھا۔ وہ اتوار کو چھٹی کرتا تھا۔ اب جمعہ کے دن چھٹی ہونی چاہیئے۔ پھر حکم ہے کہ جمعہ کے دن جو سب سے پہلے آئے اسے زیادہ ثواب ملتا ہے اور جو بعد میں آئے اسے کم ثواب ملتا ہے۔ کئی اس شوق کے شائق ہیں کہ جمعہ کے دن جلدی جائیں۔ لیکن دفتروں میں چھٹی ۱۲ بجے ہوتی ہے اور خطبہ ۱۲½ بجے شروع ہوتا۔ تو بھاگے ہوئے آتے ہیں اگر حکومت جمعہ کو چھٹی نہیں کرتی تو کم از کم جمعہ کے دن دُکانیں بند رکھنی چاہئیں۔

خطیب ایسا ہونا چاہیئے جو کتاب و سنت کی روشنی میں خطبہ دے نہ کہ قصے کہانیاں سنائے۔

نماز کے بعد اللہ کو بھلا نہیں دینا چاہیئے بلکہ بکثرت ذکر جاری رکھیں۔ دین دنیا کے تصادم کے وقت دنیا پر دین کو ترجیح دیں ❁

شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے

ایم عبد الرحمٰن لدھیانوی بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ کا

گزشتہ سے پیوستہ

انصاف یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ تم اپنے نفسوں پر ملامت کرو۔ میرا جرم اغوا ہے بجائے خود رہا۔ لیکن مجھے مجرم گردان کر تم کیسے بری ہو سکتے ہو۔ ہم اور تم دونوں اپنے اپنے جرم کے موافق سزا میں پکڑے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کی فریاد کو نہیں پہنچ سکتا۔ تم اپنی حماقت سے دنیا میں مجھ کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ بہر حال اپنے جہل و عبادت سے جو شرک تم نے کیا تھا۔ اس وقت میں اس سے منکر اور بیزار ہوں اب ہر ایک ظالم اور مشرک کو اپنے کیئے کی سزا دردناک عذاب کی صورت میں بھگتنا چاہیئے۔ شور مچانے اور الزام دینے سے کچھ حاصل نہیں۔

مقصود ان کلمات کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ لوگ اس افرا تفری کا تصور کر کے شیاطین الانس والجن کے اتباع سے باز رہیں۔

قیامت آنی ہے اور یقیناً سب کو اللہ تعالےٰ کی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور فانی عیش و بہار پر نہ پھولو۔ اور اس مشہور دغاباز شیطان کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے کبھی اچھا مشورہ نہ دے گا۔ یہی کوشش کرے گا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے، طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرتا رہے گا۔ چاہیئے کہ تم دشمن کو دشمن سمجھو اس کی بات نہ مانو اس پر ثابت کر دو کہ ہم تیری مکاری کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔ خوب سمجھتے ہیں کہ تو دوستی کے لباس میں بھی دشمنی کرتا ہے۔ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ الخ پ ۲۵ ع ۱۰ ترجمہ اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے آنکھیں چرائے۔ ہم اس پر مقرر کر دیں ایک شیطان۔ پھر وہ رہے اس کا ساتھی۔ جو شخص سچی نصیحت اور یاد الٰہی سے اعراض کرتا رہتا ہے اس پر ایک شیطان خصوصی طور سے مسلّط کر دیا جاتا ہے جو ہر وقت اغوا کرتا اور اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ یہ شیطان دوزخ تک اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ شیاطین اس کو نیکی کی راہ سے روکتے رہتے ہیں اور اُنکی عقلیں ایسی مسخ ہو جاتی ہیں کہ اسی کو ٹھیک راستہ سمجھتے ہیں۔ بدی اور نیکی کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ خدا کے ہاں پہنچ کر راز کھلے گا کہ کیسے بُرے ساتھی تھے۔ اس وقت غصّہ اور حسرت سے کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان المشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا اور ایک لمحہ تیری صحبت میں نہ گذرتا۔ کم بخت! اب تو مجھ سے دُور ہو۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں۔ کہ انسان دنیا میں شیطان کے مشورہ پر چلتا ہے۔ اور وہاں اس کی صحبت سے پچھتائے گا۔ اس طرح کا ساتھی شیطان کسی کو جن ملتا ہے۔ کسی کو آدمی۔

جب خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ میں گر پڑے۔ سوائے ابلیس کے۔ شیطان بولا کیا میں ایک ایسے شخص کو سجدہ کروں۔ جس کو تو نے مٹی کا بنایا۔ کہنے لگا بھلا دیکھ تو اس شخص کو جس کو تو نے مجھ سے بڑھا دیا اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک ڈھیل دیوے تو میں اس کی اولاد میں تھوڑوں کو چھوڑ کر باقی سب کو اپنا مسخر کر لوں۔ اُسے مجھ پر فضیلت دینا کس طرح جائز ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے شیطان جا پھر ان میں سے جو کوئی تیرے ساتھ ہوا۔ سو تم سب کی سزا دوزخ ہے۔ جو پورا پورا بدلہ ہے۔ اور ان میں سے جس کو تو گھبرا سکے اپنی آواز سے۔ گھبرا لے اور ان پر اپنے پیادے اور سوار لے آ۔ اپنے دل میں ارمان نہ رکھ۔ ان کو ہر طرح اُبھار کہ مال و اولاد میں تیرا حصہ لگائیں۔ یعنی یہ چیزیں ناجائز طریقہ سے حاصل کریں۔ اور ناجائز کاموں میں صرف کریں۔ شیطان جو سبز باغ دکھاتا ہے۔ اس سے فریب کھانا احمق کا کام ہے۔ اس کے سب وعدے دغابازی اور فریب سے ہیں۔ لیکن میرے بندے جو مجھ پر اعتماد و توکّل کریں۔ ان پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا۔ ان کا کام خدا بناتا ہے اور ان کو شیطان کے جال سے نکالتا ہے۔

ہر ذی فہم انسان دوست کی ملاقات کے وقت پاک و صاف ہو کر اپنے حبیب سے ملتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک مومن قرآن شریف کی تلاوت کرنے والا، فضول بکواس، کذب و بہتان سے آلودہ زبان کو اعوذ باللہ کی برکت سے پاک صاف کر کے خدا تعالےٰ کی مناجات اور اس کے کلام پاک کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے۔

ابلیس کی مشکلات

تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ کہ اعوذ باللہ کے پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ بندہ مخلوق سے مُنہ موڑ کر خالق بے نیاز کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اور اپنی حاجتیں غنی کے سپرد کر کے بھلائیوں کا طالب ہوتا ہے اور بُرائیوں کے دفع کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ کیونکہ بارگاہ رب العزت میں عجز و انکساری کے سوا حضوری اور تقرب ناممکن ہے۔

مسلمانو! شیطان تمہارا کھُلم کھُلا دشمن ہے اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ پس اس کو دشمن سمجھتے ہوئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھ کر اس کے وسوسوں کو دل سے دُور کرو۔ اور اللہ سے اعمال صالحہ کی توفیق چاہو اور نیک باتوں کی طرف پیش قدمی کرو۔

تسلّط و غلبۂ شیطان

زیادہ کھانے پینے سے شیطان نفس انسانی پر قابو پا جاتا ہے۔ جب انسان دونوں چیزوں کو کم کر دیتا ہے۔ بھوک پیاس اور نفسانی خواہشوں پر ضابط ہوتا

ہے تو پھر شیطان کچھ مداخلت نہیں کر سکتا۔ پھر بندہ عبادت الٰہی کے انوار و برکات سے مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ سچ ہے ؎

اندرون از طعام خالی دار
تا درو نور معرفت بینی

اصلاح نفس

پنج وقتہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔ کیونکہ نمازوں کی فرضیت نفس کی درستگی و اصلاح کے لئے ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ پ ۲۱ ع ۱

ترجمہ:۔ بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی ہے۔

نماز میں تین طرح کا تذلل و عجز پایا جاتا ہے۔ اور بندہ اپنے مالک حقیقی کے حضور میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ پھر رکوع کرتے ہوئے سجدہ کی حالت میں اپنے آقا کے قدموں میں سر ٹیک دیتا ہے۔ اور یہ آقا کے حضور میں بندے کا نہایت ہی تذلل ہے۔ اور نفس کی اصلاح خشوع و خضوع اور تذلل ہی سے ہوتی ہے۔

وساوس شیطان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کے وسوسوں کی بابت دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا۔ چور خالی گھر میں کبھی داخل نہیں ہوتا۔ مومن کا دل ایمان کی پونجی سے معمور ہے۔ اس لئے شیطان اس کو لوٹنا چاہتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "ہماری نماز اور اہل کتاب کی نماز میں صرف وسوسہ ہی کا فرق ہے۔ کیونکہ شیطان عمل کفار سے فارغ ہے اور کفار اس کی موافقت کرتے ہیں اور مومن شیطان کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور لڑائی مخالفت ہی سے ہوا کرتی ہے

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح پھرتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو چھوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ روتا ہے۔ ہاں عیسےٰ علیہ السلام کو شیطان نے مس نہیں کیا تھا۔

شیطان عرب کے نمازیوں کو اپنی عبادت کرانے سے تو محروم ہو گیا ہے لیکن ہاں اتنی بات ہے کہ ان میں فتنہ و فساد برپا کرا دیتا ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ پ ۳ ع ۵۔

ترجمہ:۔ شیطان تم کو تنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے۔

جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا۔ اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی یہی ارادہ ہو۔ اور دل چاہتا ہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدۂ الٰہی سے اعراض کرکے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتقاد ہو تو اس کو یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے۔ یہ نہ کہے کہ شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی۔ حکم کرنا تو درکنار رہا۔

شیطان کے مقابلہ میں نرمی اور عفو و درگزر سے کام نہیں چلتا۔ بس اس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خداوند قدوس کی پناہ میں آ جاؤ۔ یہ وہ مضبوط قلعہ ہے۔ جہاں شیطان کی رسائی نہیں۔ اگر تم واقعی اخلاص و تضرع سے اللہ کو پکارو گے وہ ضرور تم کو پناہ دے گا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے۔ اور خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنے اخلاص و تضرع سے اس کو پکارا ہے۔ اگر کبھی بے اختیار غصہ آ جائے تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دخل ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ تم حسن اخلاق پر کاربند ہو کر دعوت الی اللہ کے مقصد میں کامیابی حاصل کرو۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَاءِ الخ پ ۲ ع ۵۔

ترجمہ:۔ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تم کو یہی حکم کرے گا کہ برے کام اور بے حیائی کرو اور اللہ پر وہ باتیں جھوٹ لگاؤ جو تم نہیں جانتے۔

شیطان کی پیروی نہ کرو۔ کہ جس کو چاہا حرام کر لیا۔ جیسے بتوں کے نام کے سانڈ وغیرہ اور جس کو چاہا حلال کر لیا۔ جیسے مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہیں۔

اے مسلمانوں! آدمؑ و حوّاؑ کو جنت سے علیحدہ کرنے اور کپڑے اتارے جانے کا سبب شیطان ہوا اب تم اس کے فریب میں نہ آؤ اور اس کی مکاریوں سے ہوشیار رہو۔ جو دشمن ہم کو اس طرح دیکھ رہا ہو کہ ہماری نظر اس پر نہ پڑے۔ اس کا حملہ سخت خطرناک اور مدافعت سخت دشوار ہوتی ہے۔ اس لیئے تم کو بہت مستعد اور بیدار رہنا چاہیئے ایسے دشمن کا علاج یہی ہے کہ ہم کسی ایسی ہستی کی پناہ میں آ جائیں جو اسے دیکھتی ہے۔ پر وہ اسے نہیں دیکھتا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝

شیطان کی قدیم عادت ہے۔ کہ وہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر اور ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جایا کرتا ہے۔ شیطان نظروں سے غائب رہ کر آدمی کو بہکاتا پھسلاتا ہے۔ جب تک آدمی غفلت میں رہا اس کا تسلط بڑھتا رہا۔ جہاں بیدار ہو کہ اللہ کو یاد کیا یہ فوراً پیچھے کھسکا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۔

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ (ع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:۔ اے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی چھیڑ سے اور اے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں۔ کہ شیطان کی چھیڑ یہی ہے کہ دین کے سوال و جواب میں بے موقعہ غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے۔

شیاطین الانس تو نرم برتاؤ سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ مگر شیاطین الجن کا علاج تو صرف استعاذہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جانا۔

حدیث (۱) ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دو ساتھی بنا رکھے ہیں۔ ایک شیطانوں میں سے اور ایک فرشتوں میں سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے لئے بھی؟ فرمایا ہاں۔ مگر اتنی بات ضرور ہے۔

کہ جن پر خدا نے مجھ کو غالب کر دیا ہے کہ وہ مجھ کو بھلائی کے سوا دوسرا حکم نہیں کر سکتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔

(۲) حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دورہ کرتا ہے۔

(۳) ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان اپنا تخت پانی پر بچھواتا ہے اور اس کے تمام پیرو جمع ہوتے ہیں یہ اُن کو لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے۔ ان میں سے ادنےٰ درجہ کا بھی بڑے بڑے کام کرکے آتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ میں نے فلاں کام کیا۔ شیطان کہتا ہے کہ جاؤ تم نے کچھ بھی نہیں کیا پھر ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور اُس کی بیوی میں جدائی کرا دی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ سُن کر وہ اس کو اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ ہاں تو بہت اچھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سینہ سے لگا لیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے ان وسوسوں کو جو میری اُمت کے دل میں گذرتے ہیں معاف کر دیا ہے۔ جبتک کہ وہ ان کو عملی جامہ نہ پہنائیں یا زبان پر نہ لائیں۔

حضرت قاسم ابن محمدؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے نماز میں بہت ہی وہم پیدا ہوتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم اپنی نماز پڑھتے رہا کرو۔ جب ختم ہو جایا کرے تو کہہ دیا کرو۔ کہ (ہاں میں نے پوری نماز نہیں پڑھی) یعنی جس طرح شیطان کہتا ہے۔ اسی طرح تم بھی کہہ دیا کرو۔ کہ اے شیطان! اب میں لوٹاؤں گا نہیں۔ میرا رب غفور ہے۔ اسی کو قبول کرے گا۔

(مشکوٰۃ باب وساوس)

لاپرواہی

از جناب ابو فضل حسین صاحب کھوکھر محکمہ نہر ملتان

برادران اسلام! میں نہ تو کوئی مبلغ ہوں اور نہ ہی کوئی عالم فاضل ہوں۔ محض ایک گنہگار انسان ہوں لیکن میری ضمیر نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں احباب کے سامنے اس خطرناک پھیلتی ہوئی بیماری کا اظہار کروں۔ جس کو ہم لوگوں نے کچھ نہیں سمجھا ہوا۔ لیکن حقیقت میں وہ بہت کچھ ہے۔ اس مرض کی سزا اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم اس کو محسوس نہیں کرتے۔ اور سراسر لا پرواہی برت کر دوزخ کے خریدار بنتے جا رہے ہیں۔ قرآن پڑھنے سُننے اور اس پر عمل کرنے ہی سے یہ مرض دور ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

۱۔ لڑکیوں کے بالغ ہونے پر ماں باپ کا فوری نکاح نہ کر دینا یا بیوگان کا نکاح نہ کرنا۔

۲۔ بالغ لڑکیوں کا نکاح کرکے والدین کا گھر میں بٹھا کر واپس خاوند کے ہاں نہ جانے دینا۔

۳۔ عورتوں کو نکاح میں لا کر ان کو ستاتے رہنا۔

۱

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (سورہ نور رکوع ۱۰ پ ۱۸)

ترجمہ اور تم میں جو بے نکاحے ہوں۔ ان کا نکاح کر دیا کرو۔

آج کل کے مغربی تعلیم زدہ لوگ خاص طور پر اور عام طبقہ کے لوگ بچیس بچیس سال۔ تیس تیس سال تک کی عمر کی لڑکیوں کو گھر بٹھائے رکھتے ہیں۔ اور ان کا نکاح کر دینے کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ کئی مسلمان بھائی تو یہ آڑ لے لیتے ہیں کہ ابھی ابھی تو لڑکی نے پوری تعلیم ہی حاصل نہیں کی۔ یعنی جب تک بی اے ایم اے کی ڈگری حاصل نہ کرلے۔ ہم کیسے نکاح کر دیں۔ کیونکہ لڑکے والے کیا کہیں گے کہ لڑکی ان پڑھ گلے مڑھ دی۔ کئی ماں باپ اس لئے بٹھائے رکھتے ہیں۔ کہ جب تک اُن کے لڑکوں کو کوئی رشتہ نہ دے۔ وہ کیسے دے دیویں۔ کئی سادہ لوح انسان ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی لڑکی کو بہت شریف سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کا فضل ہے۔ لڑکی بہت شریف ہے۔ ابھی شادی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کئی ماں باپ یہ آڑ لے لیتے ہیں کہ ایک ہی لڑکی ہے۔ اور ماں باپ کا سہارا ہے۔ اگر ہم اس کو دے دیویں تو ہمارا کون سہارا رہے گا۔ اسی طرح سب کو مات کرنے والے ایسے بھی ہیں جو پہلے تو بی اے۔ ایم اے تک تعلیم دلاتے رہتے ہیں۔ پھر ان کو ملازمت دلوا کر خرچ کی ہوئی رقم وصول کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام بہانوں کا نتیجہ جو نکلتا ہے وضاحت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ سب پر روشن ہے لیکن افسوس کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو بالکل ہی نظر انداز کر دیتے ہیں۔

مجھے اس سلسلہ میں اپنے ایک بزرگ مولوی محمد دلدار خاں صاحب کی بات یاد آئی ہے۔ جوکہ وہ اکثر سورۂ نور کی تشریح کے وقت سُناتے ہیں۔ مولانا مذکور کی عمر تقریباً ستر سال کے لگ بھگ ہے۔ فرمانے لگے کہ غالباً ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۱ء کا واقع ہے۔ کہ ایک زمیندار میاں غوث بخش تیتری آنریری مجسٹریٹ درجہ اوّل جو تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر تمام علماء کرام اور دُوسرے معزز حکام جن میں ہندو سکھ بھی شامل تھے مدعو کیا۔

مجسٹریٹ بہت ہی نیک اور سخی آدمی تھے۔ ہمیشہ خیرات کیا کرتے تھے۔ ان علماء کرام میں ایک مولنا صاحب کیمبلپور کے بھی تھے۔ رات کے تقریباً ۹ بجے کا ٹائم تھا کہ مولوی صاحب کیمبل پور والے کو وعظ فرمانے کا موقعہ دیا گیا مولوی صاحب ایک بہت ہی اچھے پایہ کے مولوی اور ایمانی جذبہ والے اور حق بیان کرنے والے تھے۔

مولوی صاحب نے سورۂ نور تلاوت فرمائی۔ اور یوں کہنے لگے کہ مسلمان بھائیو سُن لو کہ مجسٹریٹ صاحب نے ہمارے لئے بہت "اچھے" اچھے کھانے تیار کروا رکھے ہیں۔ لیکن یہ جان لو کہ جو کچھ پکا ہُوا ہے۔ سب حرام ہے۔ تمام احباب حیرانگی سے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ آج مولوی صاحب کی خیر نہیں۔

مجسٹریٹ صاحب اُٹھے اور ہاتھ جوڑ کر مولوی صاحب سے عرض کرنے لگے کہ نہ تو میں نے کبھی رشوت کھائی ہے اور نہ ہی کسی کی کبھی حق تلفی کی ہے اور نہ ہی ناجائز طریقہ سے کبھی مال اکٹھا کیا ہے اور غریبوں اور محتاجوں کا حق بھی ادا کرتا ہوں۔ اور زکوٰۃ بھی دیتا ہوں تو پھر کس طرح میرا مال حرام ہے؟ مولوی صاحب فرمانے لگے کہ آپ کی تین بالغ لڑکیاں ہیں۔ اور جن کی عمریں بھی کافی ہیں۔ لیکن آپ نے ان کی طرف نکاح کے لئے کوئی توجہ نہیں دی۔ حالانکہ آپ کے بھائی کے تین بیٹے ہیں۔ اور وہ کئی بار آپ سے درخواست کر چکا ہے۔ لیکن آپ یہی سوچتے ہیں کہ جب تک آپ کے برابر کا آدمی نہ ملے آپ کیسے دیویں۔ اور آپ کا یہ عمل قرآن اور حدیث کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کے گھر کا کھانا حرام ہے

مجسٹریٹ صاحب رو پڑے اور اپنی غلطی تسلیم کی اور اُسی وقت بھری مجلس میں کہہ دیا کہ مولوی صاحب آپ میری تینوں بیٹیوں کا نکاح میرے تینوں بھتیجوں سے کر دیویں اور تسلیم کیا کہ میں آج تک گمراہ تھا اور کئی مولوی صاحبان نے میرے ہاں وعظ کیا لیکن اس قسم کی سچی بات نہیں کہی اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے آئندہ گناہ سے بچائے۔ مولوی صاحب فرمانے لگے۔ کہ جو اللہ کے خوف سے ڈر گیا۔ وہ جنتی ہے۔ اگر کسی نے جنتی آدمی کو دیکھنا ہو تو مجسٹریٹ صاحب کو دیکھ لیویں۔ اور اسی طرح بہت سے آدمیوں نے اس عمل سے توبہ کر لی

اسی طرح بیوگان جوان عورتوں کو محض بے عزتی سمجھتے ہوئے رشتہ دار دوسری جگہ نکاح کرنے سے روکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اخلاقی فتنہ میں داخل ہونے کے لئے راہ کھُل جاتا ہے۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی مخالفت ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات تو ایسے واقعات سامنے آئے ہیں کہ وہی نکاح سے روکنے والے حضرات جب یہ دیکھتے ہیں کہ اب تو عزت جاتی ہے۔ تو کہہ دیتے ہیں کہ اب نکاح کر لو۔

۲

آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا۔ کہ والدین نے ایک دفعہ لڑکی کا نکاح کر کے دیا پھر دوسرے چوتھے کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ کر لڑکی گھر بٹھا لی۔ تقریباً ہر محلہ میں آپ کو اس قسم کے سینکڑوں کیس ملیں گے۔ کہ لڑکیاں میکے گھر سالہا سال کی روٹھی بیٹھی ہیں۔ اور روٹھنے کی وجہ معلوم کی جاوے۔ تو محض معمولی ہوتی ہے۔ لیکن اس عمل کا نتیجہ بھی بعض اوقات بہت بُرا ناخوشگوار نکلتا ہے۔ یہ حکم بھی اوپر والی آیات میں ہی آ جاتا ہے۔ نکاح کر دینے کا یہ مطلب نہیں کہ پھر بغیر قصور کے لڑکی کو خاوند سے علیحدہ کر لیا۔ بلکہ نکاح کر دینے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب لڑکی نکاح میں دے دی تو وہ خاوند کی پوری فرمانبردار ہو جائے۔ اور خوشی سے اُس کے پاس رہے۔ نہ کہ میکے گھر بیٹھی رہے۔

۳

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۔ (النساء ۳)

ترجمہ۔ اپنی بیویوں سے اچھی طرح رہو۔

فَامْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ (الطلاق ۔۱)

ترجمہ۔ یا تو بھلے طریقہ سے ان کو اپنے پاس رکھو یا بھلے طریقہ سے ان سے جدا ہو جاؤ۔

اسی طرح کئی خاوند اپنی بیویوں پر ناجائز ظلم کرتے ہیں۔ اور ان کو گھروں سے نکال دیتے ہیں۔ یا وہ ظلم سے تنگ آ کر خود بخود علیحدہ ہونے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

یا دوسری شادی کر لی اور پہلی بیوی کا خیال بالکل چھوڑ دیا۔ ایسے آدمی کے لئے بھی خدا کے آگے کوئی ٹھکانہ نہیں اور وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔

میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اور ہم میں اس قسم کی اگر کوتاہی ہے تو اسے دُور کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ اللہ اور اللہ کے رسول کی حکم کی فرمانبرداری ہو اور شاید ہماری عاقبت اچھی ہو جاوے

اسلام لانے والوں پر قریش کے جور و ستم

از جناب کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن

نمبر ۱۰

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۲۲ر نومبر ۱۹۵۷ء)

پیارے بچو! جنگ بدر سے چند روز بعد کا ذکر ہے کہ صفوان بن اُمیّہ جس کا باپ بدر میں قتل ہوا تھا۔ اور عمیر بن وہب (جس کا بیٹا ہنوز مسلمانوں کے ہاتھ میں اسیر تھا) مکہ سے باہر سنسان جگہ میں جمع ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں کرنے لگے۔

عمیر بولا۔ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا۔ جسے میں ادا نہیں کر سکتا۔ اور اگر مجھے اپنے کُنبے کے بیکس رہ جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں خود مدینہ جاتا اور محمدؐ کو قتل ہی کر کے آتا۔

صفوان بولا۔ تیرا قرض میں چُکا دوں گا۔ اور تیرے کُنبے کا خرچ جب تک میں زندہ رہوں میرے ذمہ ہوگا۔ عمیر بولا بہتر۔ یہ راز کسی پر نہ کھلے پھر عمیر نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کرایا اور زہر میں اُسے بجھوایا اور مکّہ سے روانہ ہو گیا۔

مدینہ پہنچ کر عمیر مسجد نبوی کے سامنے اپنا اونٹ بٹھا رہا تھا۔ کہ اونٹ بول پڑا۔ عمر فاروقؓ نے اُسے دیکھ لیا اور پہچان گئے اور دل میں سمجھ گئے کہ یہ شیطان ضرور مفسد ارادہ سے آیا ہے۔ اس لئے آگے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ عمیر بن وہب مسلّح چلا آ رہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اُسے میرے پاس آنے دو۔ عمر فاروقؓ نے اُس کی تلوار کے قبضہ پر قبضہ کر لیا اُس کی گردن پکڑ کر حضورؐ کے سامنے لے گئے۔ نبیؐ نے یہ دیکھا تو فرمایا۔ عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ عمیر تم میرے پاس آ جاؤ۔ عمیر نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہو کس طرح آئے ہو؟

کہا اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں۔ نبیؐ نے پوچھا یہ تلوار کیسی ہے۔ عمیر بولا۔ یہ کیا تلوار ہے اور ہماری تلواروں نے پہلے بھی آپ کا کیا کر لیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سچ سچ بتاؤ۔ عمیر نے پھر اُسی جواب کو دُہرایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھ۔ تو اور صفوان مکّہ سے باہر سنسان پہاڑ میں گئے تھے صفوان نے تیرا قرض اور تیرے کُنبے کا خرچ اپنے اوپر لے لیا ہے اور تو نے میرے قتل کا وعدہ کیا اور اسی ارادے سے تو یہاں آیا ہے۔ عُمیر تو یہ نہ سمجھا کہ میرا محافظ خدا ہے۔ عمیر یہ سُن کر حیران رہ گیا۔ بولا اب میرا دل مان گیا کہ آپ ضرور اللہ کے نبیؐ اور رسولؐ ہیں۔ یہ بالکل آسان تھا۔ کہ سماوی خبروں اور وحی کی بابت ہم آپ کو جھٹلاتے رہے۔ لیکن اب میں اس راز کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں جس کی خبر میرے اور صفوان کے سوا تیسرے کو نہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ جس نے میرے اسلام کا یہ بہانہ بنا دیا۔

حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ اپنے بھائی کو دین سکھاؤ۔ قرآن یاد کراؤ اور اس کے فرزند کو آزاد کر دو۔ عمیرؓ نے عرض کیا۔ اے رسولِ خدا مجھے اجازت دیجئے کہ میں مکّے ہی واپس جاؤں اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں۔ میرے دل میں آتا ہے کہ اب میں بُت پرستوں کو اسی طرح ستایا کروں۔ جس طرح پہلے مسلمانوں کو ستاتا رہا ہوں۔

عمیر کے مدینہ جانے کے بعد صفوان کا یہ حال تھا کہ سرداران قریش سے کہا کرتا تھا۔ دیکھو چند روز میں کیا گل کھلنے والا ہے کہ تم بدر کا صدمہ بھول جاؤ گے۔

جب صفوان کو خبر لگی کہ عمیر مسلمان ہو گیا تو اُسے سخت صدمہ ہُوا۔ اور اُس نے قسم کھائی۔ کہ جب تک زندہ رہوں۔ عمیر سے بات نہ کروں گا۔ نہ اُسے کوئی فائدہ پہنچنے دوں گا۔ (۸ھ ہجری کے بعد یہ صفوان خود بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا سخت دشمن تھا اور مکّہ کا مشہور سردار تھا۔ مسلمان ہو گیا (طبری) عمیر مکّہ میں آیا۔ وہ اسلام کی منادی کیا کرتا تھا۔ اور اکثر لوگ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔

بدر میں شکست پانے کے بعد ابوسفیان نے نہانے دھونے سے قسم کھا لی تھی۔ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لیا جائے۔ چنانچہ وہ دو سو سواروں کو لے کر مکّہ سے نکلا۔ جب مدینہ کے قریب پہنچا۔ تو رسالہ کو باہر چھوڑ کر خود تاریکی شب میں مدینہ کے اندر آیا۔ سلام بن مشکم یہودی سے ملا۔ رات بھر بادہ خواری ہوتی رہی۔ غالباً دونوں کے مشورے سے یہ طے پایا کہ مقابلہ کا وقت نہیں۔ اس لئے ابوسفیان آخر شب وہاں سے نکلا۔ مسلمانوں کے پھلدار درختوں اور کھجوروں کو آگ لگا کر نیز ایک مسلمان اور اس کے حلیف کو قتل کر کے چلا گیا۔ یہاں سے جنگ اُحد کے حالات شروع ہوتے ہیں)

قریش مکّہ اگلے سال پھر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس دفعہ انہوں نے ملک سے عام چندہ جمع کیا۔ ابوعزہ شاعر نے تہامہ میں گشت لگا کر بنو کنانہ کو قریش کی مدد پر آمادہ کر دیا تھا

تجارت شام کا پچاس ہزار مثقال سونا ایک ہزار اونٹ جو ابھی تقسیم نہ ہوئے تھے۔ چندہ میں شامل کر دیئے گئے تھے۔ الغرض پانچ ہزار (ناسخ التواریخ دیگر کتب میں تین ہزار تعداد درج ہے) بہادروں کا لشکر جس میں تین ہزار اشتر سوار اور سات سو زرہ پوش پیادہ تھے۔ مدینہ تک بڑھتا چلا گیا۔ حضورؐ کی رائے تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کی جائے۔ مگر کثرت رائے پر یہ فیصلہ ہُوا اور مسلمانوں نے اُحد کے سُرخ پہاڑ تک جو مدینہ سے تین کوس پر ہوگا۔ باہر نکل کر مقابلہ کیا۔

اسلامی لشکر میں ایک ہزار مرد تھے۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

دشمنِ دین ہیں اللہ کے غدّار ہیں ہم !

از جناب عبدالرّحیم جاوید الہ آبادی (پاکستان)

پنجۂ جور و جفا میں جو گرفتار ہیں ہم ! — دینِ یزداں سے ہوئے سرکش و بیزار ہیں ہم !
آج نومیدِ درِ خالقِ اکبر سے ہوئے ! — ہائے صد حیف کہ منّت کشِ اغیار ہیں ہم !
ہم بجا لاتے نہیں قلب سے احکامِ خدا — اس لئے مفلس و مجبور ہیں نادار ہیں ہم !
لوٹ کر لے گئے رہزن تو متاعِ ایماں ! — ایسے باہوش ہیں ہشیار ہیں بیدار ہیں ہم !
ہو کے انساں کریں کام درندوں جیسے ! — آج اِس دَور میں خونریز ہیں خونخوار ہیں ہم !
ہم پرستار ہوئے سینما و رقص کے اب ! — کتنے عیاش و غلط کار و سیاہ کار ہیں ہم !
آج ہم اَوروں کو الزامِ عبث دیتے ہیں ! — خود ریاکار ہیں، مکّار ہیں عیار ہیں ہم !
خود کئے جاتے ہیں گمراہ رہِ حق سے اسے — اس پہ کیا خوب کہ اس قوم کے سالار ہیں ہم !
ہم میں کردار کا تو نام نہیں ہے باقی ! — ہائے افسوس کہ گفتار ہی گفتار ہیں ہم
قوم کی قوم ہوئی تفرقہ بازی میں اسیر ! — فتنہ پرداز و جفا جو و جفا کار ہیں ہم !
کوئی پابندئ ترویجِ خرافات نہیں — آج اس دَور میں قبروں کے پرستار ہیں ہم !
خوں غریبوں کا پیے جاتے ہیں دن رات مگر ! — کہتے جاتے ہیں غریبوں کے مددگار ہیں ہم !
جاگتی بھی ہے تو لوری سے سلا دیتے ہیں ! — اس قدر قوم کے ہمدرد ہیں غمخوار ہیں ہم !
کشتئ ملّتِ بیضا تو بھنور میں ہے پھنسی ! — نشۂ عیش میں مخمور ہیں سرشار ہیں ہم !
شاغلِ کارِ جہاں یادِ خدا سے غافل ! — اب اسی واسطے دنیا میں ہوئے خوار ہیں ہم !

صاف کہہ دیتا ہوں جاوید نہیں شک اس میں
دشمنِ دین ہیں اللہ کے غدّار ہیں ہم !

غلامی اور اسلام

از جناب جمیل احمد صاحب جامع اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

گزشتہ سے پیوستہ

۹ - جہاد کی تقسیم شدہ عورتیں جو مردوں کو ملتی ہیں ان کی دست نگر بھی رہتی ہیں ہر وقت گھر میں ساتھ رہتی ہیں مناسب کام بھی انجام دیتی ہیں اس قدر خلا ملا جنسی تقاضوں کا محرک ہے آقا کو حکم ہے کہ ان کی شادیاں کر دے لیکن اگر آقا ہی جنسی تقاضا کا شکار ہوتا ہے تو وہ عورت کے حق میں اس طرح نعمت بے بہا ثابت ہو گی کہ پھر صاحب اولاد ہونے پر اولاد اس کی اولاد آزاد بالکل آزاد ہو گی اور عورت تا حیات اس کی خادمہ اور پرورش اولاد کی وجہ سے قابل قدر رہے گی فروخت اور میراث نہ بنے گی۔ بعد وفات آزاد ہو گی۔ اگر آقا پر یہ ذمہ داریاں عاید نہ ہوتیں تو جنسی تقاضوں سے محفوظ رہنا تو ایسے حالات میں مشکل تھا اور وہ عورت مملوکہ کے لئے اور وبال جان بن جاتے اور مالک و مملوک کے لئے قانون میں سلسلہ ازدواج سے استثنا ہونا بھی لازمی بات تھی تا کہ نہ وہ آزاد بیوی کی ہمسر بن کر اس کی برابر حقوق کی مالک ہو سکے نہ اس کو گھر، بار، دولت و جائداد میں بیوی کی طرح شرکت ہو کہ تمام آزاد بیوی کی اولاد اور آزاد بیوی کے حق پر ڈاکہ ڈالنے والی ہو سکے، خادم و مخدوم نہ بن سکے۔ اس لئے مالک کو مملوکہ سے اور خدمات کی طرح جنسی خدمات کا بھی حق لازمی ہوا جو مملوکہ کے لئے رحمت و نعمت ہے۔

لیکن اس کا عکس کہ مالک عورت ہو اور مرد غلام مملوک تو وہاں ان خطرات کا وجود نہ تھا۔ مرد غلام باہر رہنے والا عورت مالکہ گھر میں رہنے والی، عورت خود خاوند کی دست نگر تو اس کا غلام اگر اس نے کمپنی سے خریدا ہو گا خاوند کا دست نگر رہے گا۔ اس سے پردہ ضروری ہے وہ دوسرے ملازموں کی طرح باہر باہر رہے گا اور جہاد کی اولی قسم میں صرف مردوں کو ہی تقسیم ہوتے ہیں عورتوں کو اولاً دستیاب نہیں ہوتے بعد میں خرید کئے جا سکتے ہیں اس لئے اس کا وجود بھی کم کم ہو گا اس لئے کسی عورت کو اپنے غلام کے سامنے تک آنا جائز نہیں ہے اس لئے نہ مالکہ و مملوک کا نکاح صحیح ہے اس سے قلب موضوع ہوتا ہے محکوم کا حاکم حاکم کا محکوم ہونا بنتا ہے نہ ازدواجی سلسلہ سے استثنا صحیح کے ان خطرات کا وجود نہیں اور خلاف احکام احتمالات ناقابل اعتبار ہے اور پھر ایک شریف آزاد عورت کو یہ درجہ دینا اس کی آزادی و شرافت کی بے انتہا توہین ہے۔ اسلام نے عورت کو توہین کے گڑھوں سے نکالا ہے توہین میں دھکیلا نہیں۔

یہ غلامی جو برائے نام غلامی ہے اور حقیقت میں خاندان کا فرد بنانا ہے پھر اس نام کو بھی اسلام نے ختم کر دینے کی ترغیبات دی ہیں۔ غلام باندی کے آزاد کرنے کو جہنم سے آزاد ہونے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

۱۱ - اگر کسی کو اتنی جرأت نہ ہو کہ وہ ایک دم ایسے ہی آزاد کر دے اس کے لئے دو قانون بھی مقرر فرمائے ہیں۔ ایک مکاتبت کہ آقا غلام یا باندی سے یہ کہہ دے کہ تم اس قدر روپیہ مجھ کو حاصل کر کے دے دو تو تم آزاد ہو۔ اس کے بعد غلام باندی محنت، مزدوری، تجارت زراعت، صنعت و حرفت سے یا لوگوں سے چندہ زکوٰۃ و صدقات لے لے کے وہ روپیہ ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جائیں گے۔ دوسرا قانون مدبر بنانا کہ آقا اس سے کہدے کہ میری حیات تک تم میرے خادم ہو غلام ہو میرے مرنے کے بعد آزاد ہو۔ اب ان کی فروختگی بند ہو کہ یہ آزادی کے کنارہ آ لگتے ہیں۔

۱۲ - اگر ایک غلام کے مالک چند آدمی ہیں۔ ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے مالکوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے چاہے وہ بھی آزاد کر دیں ورنہ غلام سے لیں گے۔ جس قدر قیمت ہمارے حصے کی ہوتی وہ حاصل کر کے ادا کر دے اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو غلام حکومت سے منظوری لے کر قیمت کے حصے ادا کر کے آزاد ہو جاتا ہے۔ اب وہ غلام نہیں رکھا جا سکتا۔

۱۳ - مذکورہ بالا اختیاری اور اجر و ثواب کی صورتوں پر بھی اگر کوئی عمل نہ کرے تو اسلام نے ایسے ایسے قوانین بھی بتاتے ہیں کہ مجبوراً آزاد کرنا پڑتا ہے۔ انسان بسا اوقات قسم کھا بیٹھتا ہے۔ اور وہ بعض اوقات جھوٹی ہوتی ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے اگر روزہ توڑ بیٹھتا ہے تو کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے اگر بیوی کو کہہ بیٹھا کہ تو مجھ پر ماں کی پشت کی طرح ہے تو بیوی اس وقت تک حلال نہ ہو گی کہ کفارہ نہ دے دیا جائے کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے۔ اگر شکار پر گولی چلائی اور کسی مسلمان کے جا لگی تو دیت کے ساتھ کفارہ یہی ہے کہ غلام آزاد کرو اگر باہمی چپقلش میں معمولی لکڑی وغیرہ مار دی اور مسلمان مر گیا تو دیت اور کفارہ کہ غلام آزاد کرو اگر کسی عورت کو کسی نے ضرب لگا دی اور اس کو بچہ کا اسقاط ہو گیا تو کفارہ ہے کہ غلام آزاد کرو۔

اب غور کیجئے کہ وہ نام نہاد غلامی جو خود بھی ایک آقائی تھی مگر نام نام باقی تھا اس کو بھی اسلام نے کس طرح ختم کرایا ہے۔ کیا ایسے واقعات دن رات پیش نہیں آتے۔ خصوصاً دولت مندوں کو جن کو دولت کے ناز پر ایک قسم کا لا ابالی پن بھی حاصل ہوتا ہے اور انہی کے پاس غلام باندی زیادہ ہو سکتے ہیں۔ تو پھر ایسے میں بتائیے تو سہی کون غلام باقی رہ سکتا ہے سوائے شاذ و نادر کے، یہی وجہ ہے کہ جب آپ مسلمان ناموروں کے حالات دیکھیں گے تو بادشاہت میں، امارت و حکومت میں، بڑے بڑے کارناموں میں، بڑے بڑے کاروبار میں، علم و فضل میں، تقویٰ و طہارت میں بلکہ بڑے بڑے اولیا کرام میں بلکہ حضرات صحابہ عظام میں بھی بہت سے وہ حضرات ملیں گے۔ جو غلام رہ چکے ہیں۔ یہ سب مرتبے جس کے طفیل حاصل ہوئے کس کا منہ ہے کہ وہ اس کی خوبی میں کوئی شک و شبہ بھی کر سکے ایک بالکل ہی صاف اور کھلی بات

باقی صفحہ ۸ پر

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

آپ بیتی

ہم نے پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے کہ پرچہ کی ترسیل میں ہر ممکن احتیاط برتی جاتی ہے پرچہ منگل کی شام تک چھپ کر آ جاتا ہے۔ دفتر میں بدھ کی دوپہر تک اس کو چیک کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے سپرد ڈاک کیا جاتا ہے۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ دیگر رسائل و اخبار کے دفاتر میں اتنی احتیاط نہیں برتی جاتی۔ اس کے باوجود بعض حضرات ہمیں معتوب بناتے ہیں۔ بعض دوست تو سخت الفاظ بھی استعمال کر جاتے ہیں۔ پرچہ وقت پر نہ پہنچنے سے یا اس کے کسی کے ہاتھ چڑھ جانے سے ان کو جو ذہنی کوفت ہوتی ہے اس کا ہمیں پوری طرح احساس ہے ہم دوبارہ بلکہ سہ بارہ بھی پرچہ بھیجنے کے لیئے تیار ہیں لیکن ہمیں کوسنے سے انکو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہم انشاء اللہ العزیز عنداللہ بالکل بری الذمہ ہیں۔

آناں کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

گزشتہ ماہ ۸ اور ۱۵ نومبر کے شمارہ جات نہ پہنچنے کے متعلق بیشمار شکایات دفتر میں موصول ہوئیں۔ ان تاریخوں کے بعض مقامات کے بنڈلوں پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا۔ یہ شکایات زیادہ تر لاہور۔ لائلپور ٹوبہ ٹیک سنگھ ریلوے لائن پر واقعہ مقامات کے خریداران اور ایجنٹ حضرات کی طرف سے موصول ہوئی تھیں۔ سب خریداروں کو ۸ ر نومبر کا پرچہ دوبارہ بھیج دیا گیا ہے لیکن ۱۵ ر نومبر کا پرچہ بعض حضرات کو نہیں بھیجا جا سکا۔ اس لیئے کہ اس کی کوئی کاپی دفتر میں بھی موجود نہیں۔ ہم ان حضرات سے جن کو پرچہ نہیں پہنچ سکا۔ معذرت خواہ ہیں۔

خدا جانے کس اللہ کے بندے نے یہ حرکت کی ہے۔ اس نے ہمیں بے شک مالی نقصان پہنچایا۔ لیکن اس کے مقابلے میں اس کا اپنا جتنا نقصان ہوا وہ بہت زیادہ ہے۔ ہفت روزہ "خدام الدین" کی اشاعت کا مقصد صرف تبلیغ دین ہے۔ اس کے راستے میں روڑہ اٹکانے والے ابو جہل اور ابو لہب سے کم مجرم نہیں ہیں۔ ہم اُن کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں دُعا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ (اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما۔ کیونکہ یہ (اپنے اعمال بد کے نتائج سے) بیخبر ہیں)۔

اپنے سرپرستوں (خریداروں) سے ہم درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہمیں ملزم گرداننے سے پہلے خدا را ذرا غور فرما لیا کریں کہ ان کا پرچہ روکنے سے ہمیں کیا فائدہ؟ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اس پرچہ کا مطالعہ کریں۔ اور اس کے مطالعہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست کی طرف راہنمائی فرمائیں۔ تاکہ اُن کے اعمال صالحہ کی برکت سے ہماری بھی نجات ہو جائے۔ گویا اپنے قارئین کرام کو پرچہ پہنچانے میں ہمارا اپنا ذاتی فائدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جس انسان کو اللہ تعالےٰ نے تھوڑی سی عقل بھی دی ہے۔ وہ کبھی بھی دیدہ و دانستہ اپنا نقصان نہیں کرے گا۔ آپ یقین جانیئے کہ آپ کا فائدہ ہمارا فائدہ ہے اور آپ کا نقصان ہمارا نقصان ہے۔ ہم آپ کا پرچہ روک کر آپ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ بلکہ آپ کے نقصان کی اطلاع پا کر ہمیں سخت دُکھ ہوتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ پرچہ نہ پہنچنے کے ہم ہرگز ذمہ دار نہیں ہیں۔ اس کا کون ذمہ دار ہے؟ اس کا علم یا تو اللہ تعالےٰ کو ہے۔ یا پھر جو پرچہ اڑاتے ہیں وہ جانتے ہیں۔ عموماً اخبارات و رسائل والے محکمہ ڈاک کے ملازمین کو مجرم گردانتے ہیں۔ لیکن ہم اُن کے متعلق بغیر ثبوت کے کچھ عرض کرنے کے لیئے تیار نہیں ہیں۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض مقامات سے ملازمین ڈاک کو پرچہ کھول کر پڑھنے کے متعلق بھی شکایات موصول ہوتی رہی ہیں۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ سیاہ خضاب لگانا داڑھی میں یا سر کے بالوں میں خضاب لگانا از روئے شریعت جائز ہے یا ناجائز۔ اس کے استدلال میں حدیث یا آیات قرآنی سے مفصل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

جواب کا منتظر:- حکیم سید عبدالمجید براچی
جنرل سیکرٹری جماعت تنظیم الغرباء پاکستان
ملتان

الجواب ع ج ۲۰۲

سر کو یا داڑھی کو خالص سیاہ خضاب لگانا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ خالص سیاہ خضاب کے علاوہ خالص مہندی یا مہندی اور وسمہ ملا کر لگانے کی اجازت ہی نہیں مستحب ہے۔

یستحب للرجل خضاب شعرہ و لحیۃ و لو فی غیر حرب فی الاصح والاصح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یفعلہ ویکرہ بالسواد (درمختار)۔ ان الخضاب حسن لکن بالحناء والکتم والوسم (عالمگیری ص ۳۷)

اور ابو داؤد شریف ص ۲۲۶ ج ۲ میں ہے جو شخص سیاہ خضاب کرے گا۔ وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ۔ واللہ اعلم

کتبہٗ بلال اصغر متعلم دارالافتاء
دارالعلوم دیوبند (مہر دارالعلوم)
الجواب صحیح محمد جمیل الرحمٰن عفی عنہ

بقیہ اسلام لانے والوں پر قریش کے جور و ستم صفحہ ۱۴ سے آگے

عین وقت پر ابی بن سلول نے دغا دی اور اپنے ۳۰۰ شخصوں کو راہ ہی سے پھیر کر لے گیا۔ اس لیئے ۷۰۰ مسلمانوں پر پانچ ہزار حملہ آوروں کی مدافعت کا (جو انتقام اور غصہ کے جوش میں بھرے ہوئے تھے) بار تھا۔ مسلمانوں نے ابتدا میں دشمن کو شکست دے دی تھی۔ اور اُن کے ۱۲ مشہور علمبردار (جن میں ۸ علی مرتضیٰ کے ہاتھ سے مقتول ہوئے) مارے جا چکے تھے۔ لیکن مسلمان تیر اندازوں نے اس درہ کو چھوڑ دیا ـ جہاں اُنھیں حضورؐ نے قائم فرما دیا تھا ـ چالاک دشمن نے موقعہ تاڑ لیا اور چکّر کاٹ کر۔ عقب سے ہو کر مسلمانوں کو دو طرف سے بیچ میں لے لیا۔ مسلمانوں کا اس وقت سخت نقصان ہوُا۔ اور لشکر کا بڑا حصہ تتر بتر ہو گیا۔

دشمنوں نے خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے۔ ابن قمیئہ کے پتھر سے حضورؐ کی پیشانی اور ابن ہشام کے پتھر سے حضور کا بازو زخمی ہوا۔ عتبہ کے پتھر سے نبی اللہ کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ حضورؐ پھر ایک غار میں گر گئے تھے۔ خبر اُڑ گئی کہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ مدینہ سے محترم خواتین دوڑی دوڑی آئیں۔ یہاں آ کر فاطمہ بتول رضؓ نے باپ کے زخموں کو دھویا۔ پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا۔ اس میں چٹائی جلا کر بھری۔ علی مرتضےٰ اس وقت ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے رہے ـ عائشہ صدیقہ رضؓ اور ام سلیم نے مشکیزے اُٹھائے اور زخمیوں کو پانی لا لا کر پلاتی تھیں۔ (مسلم عن انس ص ۱۹۵۳)
میدان جنگ میں ستّر صحابہ شہید ہوئے تھے۔ (بخاری عن سہل بن سعد)

جنگ کے نقصانات میں سے بڑا بھاری نقصان یہ تھا کہ مصعب بن عمیر رضؓ جو مدینہ میں بطور معلّم اسلام آئے تھے اور جن کے وعظ سے اوس اور خزرج کے قبیلے مسلمان ہوئے تھے شہید ہوئے (حضرت مصعب پر ایک دھاریدار چادر کا کفن ڈالا گیا۔ پاؤں برہنہ رہے ان پر گھاس رکھی گئی) بخاری عن خباب رضؓ۔

حضرت مصعب کی بیوی کا نام حمنہ بنت جحش تھا۔ اُسی روز اس کا بھائی اور ماموں بھی شہید ہوئے تھے۔ پہلے اُسے بھائی کی شہادت کی خبر ملی۔ اس نے انا للہ پڑھا اور بھائی کے حق میں دُعا کی۔ پھر اُسے بتایا گیا کہ تیرا شوہر بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سُنتے ہی اُس نے بے اختیار چیخ ماری۔ حضورؐ نے فرمایا۔ دیکھو اس کے دل میں شوہر کی کس قدر محبت تھی۔ (تاریخ طبری)

اسی جنگ میں حضورؐ کے چچا حمزہ (اسد اللہ و رسولہ) بھی شہید ہوئے۔ دشمنوں نے ان کے اعضاء کاٹ کر ان کی لاش کو بھی بے حرمت کیا تھا۔ جنگ کے بعد صفیہ مادر زبیر اپنے بھائی حمزہ رضؓ کی لاش دیکھنے آئی۔ زبیر نے ماں کو دُور ہی سے روکا۔ صفیہ رضؓ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی اور بے حرمت کی گئی ہے۔ لیکن یہ تو ہمارے لئے فخر کا مقام ہے بیٹا۔ میں نہ روؤنگی نہ چلاؤں گی۔ صرف دُعا پڑھ کر لوٹ جاؤں گی۔ (تاریخ طبری)

اسی جنگ میں انس بن نضر نے جام شہادت پیا تھا۔ اس بہادر نے چند بہادر مسلمانوں کو دیکھا کہ ہتھیار پھینک دیئے ہیں اور مغموم بیٹھے ہیں پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہو گیا ہے۔ انس رضؓ نے نہایت جوش سے کہا۔ موتوا علی مامات رسول اللہ۔ آؤ جہاں رسول اللہؐ نے جان دی ہے۔ ہم بھی اسی کام میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ اب زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ جان نثار اسی جوش میں حملہ کرتے ہوئے ۸۰ زخم جسم پر کھانے کے بعد شہید ہو گیا۔ (تاریخ طبری) (باقی پھر)

غلامی اور اسلام صفحہ ۱۶ سے آگے :-

سنئے کہ آج اسلام کو قریب چودہ سو سال ہوئے ہیں اور اس درمیان میں ہزاروں جہاد ہوئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں غلام اور باندیاں آئیں۔ اور تقسیم ہوئی ہیں اور ہر باندی کی اولاد جو غیر مالک کسی شوہر سے ہوتی ہے۔ وہ بھی غلام باندی ہوتی ہے اگر اسلام نے اس برائے نام غلامی کو آزادی سے بدلنے کے ایسے قوانین نہ بنائے ہوتے اور مسلمان ان پر عمل پیرا نہ ہوئے ہوتے تو آج دنیا میں کروڑوں نہیں اربوں کی تعداد میں غلام باندی موجود ہوتے مگر ایسا نہیں ہے! کیا یہ اس کی کھلی دلیل نہیں ہے۔ کہ اسلام میں غلامی غلامی ہی نہیں ہے آتائی ہے اور صرف غلام نام بھی عارضی رہتا ہے اور ان کے لئے بے مثال دین و دُنیا کی ہمیشہ ہمیشہ کی راحتوں کا ذریعہ ہے۔ کہ دُنیا میں دولتمندانہ آسودگی کی زندگی کی شرکت اور آخرت میں اسلام کے بعد خواہ آزاد ہو چکے ہوں یا غلام رہے ہوں۔ ہمیشہ کی جنّت۔

جب ہم اپنے مال و دولت مکان، دُکان، جائداد وغیرہ میں کسی کی شرکت و مخالفت برداشت نہیں کر سکتے اور ایسا کرنے والے یا اس کی کوشش کرنے والے کو جس قدر سزا اپنی قدرت میں ہوتی ہے۔ دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ تو خدا کی زمین کے اوپر خدا کے آسمان کے نیچے اسی کی دی ہوئی اندرونی و بیرونی نعمتوں سے پل پل کر جو لوگ کفر اور اس کی بغاوت کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ تک کی نیت سے کرتے ہیں کہ ہمیشہ زندہ رہیں تو ہمیشہ کفر و بغاوت کے علم بُلند کرتے رہیں۔ ان کی سزا تو دُنیا و آخرت میں ہمیشہ کے لئے جس قدر بھی ہو کم ہے۔ یہ تو حق تعالےٰ کا کام ہے کہ اگر پشت در پشت تا قیامت بھی سخت غلامی رہتی وہ بھی ہلکی سزا تھی۔ چہ جائیکہ برائے نام رہی۔ عارضی رہی اور دین و دنیا میں ایسی کامیابی کی زندگی دے دی کہ دنیا اس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ اور اللہ تعالےٰ کی حکمتیں وہی خوب جانتے ہیں۔ اپنی رسائی معلومات تک کی خوبیاں پیش کی ہیں۔ حقیقت تو اور بھی اونچی ہوگی۔ واللہ اعلم

بچوں کا صفحہ

از جناب کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے بچو! آج کی صحبت میں ہم تمہیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کچھ باتیں بتانا چاہتے ہیں۔ غور سے سنیں۔ حضرت محمد صلعم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہمارے نبی ہیں۔ دادا نے آنحضرت کا نام محمدؐ اور والدہ نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پاکر احمد رکھا تھا۔ ہمارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ جو ہاجرہ بی بی کے بطن سے ہوئی۔ ہاجرہ شاہ مصر رقیون کی بیٹی تھی۔ خدا کے ہاں ان کا ایسا درجہ تھا کہ اللہ کے فرشتے ان کے سامنے آیا کرتے اور خدا کا پیغام پہنچایا کرتے تھے۔ ہاجرہ بی بی کے فرزند کا نام اسمٰعیل ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے پہلوٹے بیٹے ہیں۔ باپ نے ان کو وادی میں اس جگہ آباد کیا تھا۔ جہاں اب مکہ ہے۔ خدا نے اسمٰعیلؑ کے لئے زمزم کا چشمہ ظاہر کیا تھا۔ ہمارے نبیؐ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے۔ وہ وہب کی بیٹی ہیں۔ جو قبیلہ بنو زہرہ کا سردار تھا۔ اس لئے ہمارے نبیؐ ددھیال اور ننھیال میں عرب کے بہترین قبیلہ۔ بہترین قوم اور شاخ میں سے ہیں۔ ہمارے نبی موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق و قبل از طلوع آفتاب پیدا ہوئے۔ حضورؐ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ والد بزرگوار کا آنحضرتؐ کی پیدائش سے پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ عبدالمطلب آنحضرتؐ کے دادا نے خود بھی یتیمی کا زمانہ دیکھا تھا۔ اپنے ۲۴ سالہ نوجوان پیارے فرزند عبداللہ کی اس یادگار کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی گھر میں آئے اور بچے کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور دعا مانگ کر واپس لائے۔ ساتویں دن قربانی کی اور تمام قریش کو دعوت دی۔ دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بچے کا نام کیا رکھا۔ عبدالمطلب نے کہا محمدؐ۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے سب مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا۔ کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کا شایاں قرار پائے۔ شرفا مکہ کا دستور تھا کہ اپنے بچوں کو جبکہ وہ آٹھ دن کے ہو جاتے تھے۔ دودھ پلانے والیوں کے سپرد کرکے کسی اچھی آب و ہوا کے مقام پر باہر بھیج دیا کرتے تھے۔ اسی دستور کے موافق آنحضرت کو بھی حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ ہر چھٹے مہینے لا کر ان کی والدہ اور دیگر اقرباء کو دکھا جاتی تھیں۔ دو برس بعد آپ کا دودھ چھڑایا گیا۔ مائی حلیمہ آپؐ کو لے کر حضرت آمنہؓ کے پاس آئیں۔ حضرت آمنہؓ نے اس خیال سے کہ وہاں کی آب و ہوا حضورؐ کے خوب موافق تھی اور شاید مکہ کی آب و ہوا موافق نہ ہو۔ پھر مائی حلیمہؓ ہی کے سپرد کر دیا۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چار برس کی ہوئی تو والدہ مکرمہ نے حضورؐ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب حضورؐ چھ برس کے ہوئے تو والدہ کا انتقال ہو گیا اور دادا نے آپ کی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لی۔ جب آنحضرتؐ کی عمر آٹھ برس دس دن کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے ۸۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ابو طالب آنحضرت کے چچا تھے اور آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی۔ اب وہ آں حضرتؐ کی نگرانی اور تربیت کے ذمہ دار بنے۔

جب حضورؐ جوان ہوئے تو آپ کا خیال پہلے تجارت کی طرف ہوا۔ مگر روپیہ پاس نہ تھا۔ مکہ میں نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت خدیجہؓ تھی۔ وہ بہت مالدار تھی۔ اپنا روپیہ تجارت میں لگائے رکھتی تھی۔ اس نے آں حضرتؐ کی خوبیاں اور اوصاف سن کر اور آپؐ کی سچائی، دیانتداری۔ سلیقہ شعاری کا حال معلوم کرکے خود درخواست کی کہ اس کے روپے سے تجارت کریں۔ آں حضرتؐ اس کا مال لے کر تجارت کو گئے۔ اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔ اس سفر میں خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی حضورؐ کے ساتھ تھا۔ اس نے حضورؐ کی ان تمام خوبیوں اور بزرگیوں کا ذکر خدیجہؓ کو سنایا جو سفر میں خود دیکھی تھیں۔ ان اوصاف کو سن کر خدیجہؓ نے درخواست کرکے آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح کر لیا۔ حالانکہ خدیجہؓ اس سے بڑے بڑے سرداروں کی درخواست نکاح کو رد کر چکی تھی۔ جب یہ نکاح ہوا تو آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہؓ بی بی کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ آنحضرتؐ کے نکاح میں وہ ۲۸ سال تک زندہ رہیں۔ آنحضرت ان کی وفات کے بعد بھی اکثر ان کا محبت سے ذکر کیا کرتے اور ان کی سہیلیوں سے بھی عزت اور شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔ اس شادی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا وقت خدا کی عبادت اور بنی آدم کی اصلاح و بہبود اور خیر اندیشی میں پورا ہوا کرتا تھا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

قیمت ۴ / ؎

منظور شدہ محکمہ تعلیم { ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۳۱- مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء

ایڈیٹر عبدالمنان چوہان

۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۷۳۰.T.B.C - ۲۴۸۱- مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک سالانہ للعہ ششماہی ۶ / ؎

ہفتہ وار خبریں

—— کراچی ۲۹ نومبر۔ آج تیسرے پہر قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ آج کے اجلاس میں تین بل منظور کیئے گئے۔

—— ۲۹ نومبر۔ کل صبح یہاں اعلےٰ سطح کی ایک غذائی کانفرنس منعقد ہوگی۔ جس میں باخبر ذرائع کے مطابق مغربی اور مشرقی پاکستان کی سرحدوں پر ناجائز درآمد و برآمد کی روک تھام کے لیئے فوج مقرر کرنے کے سوال پر غور کیا جائے گا۔

—— کراچی ۳۰ نومبر۔ شیخ مجیب الرحمٰن (عوامی لیگ) کی تحریک التواء پر بحث کرنے کے لیئے ۶ بجے شام قومی اسمبلی کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔ بحث میں وزارتی اور حزب مخالف کے اراکین اسمبلی نے بیک آواز کل کے واقعات پر اظہار نفرین کیا۔

—— کراچی ۳۰ نومبر۔ قومی اسمبلی کا اجلاس تین دن کی کارروائی کے بعد آج رات ۱۱ دسمبر تین بجے بعد دوپہر تک ملتوی ہو گیا۔

—— تونس ۲۹ نومبر۔ الجزائری حریت پسند اس بات پر رضامند ہوگئے ہیں کہ آزادی کا اصول تسلیم کیئے جانے سے پہلے ہی فرانسیسی حکومت سے بات چیت شروع کر دی جائے۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔